مسلم تارکین وطن افرادی قوت کی بطور مبلغین اسلام تیاری کا لائحہ عمل

Strategies for Preparing Muslim Immigrant Manpower as Preachers of Islam

مقالہ نگار: ڈاکٹر فرہاد اللہ

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، ہائی ٹیک یونیورسٹی، ٹیکسلا

farhadullah@hitecuni.edu.pk

معاون مقالہ نگار: شفقت مقبول

پی ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، ہائی ٹیک یونیورسٹی، ٹیکسلا

Abstract

In the contemporary era where Muslims are faced with a number of difficulties, the acceptance of Islam has been equally escalated. It has been revealed by the majority of the newly converted Muslims that their conversion to Islam is influenced by the character and religious teachings of a fellow Muslim or a Muslim friend. It is because of them; they were inspired to understand Islam which resulted in their conversion. In the past many areas converted to Islam after getting inspired by the conduct, dealing and character of Muslim merchants. Keeping in view this aspect of preaching, there is a need to introduce new dimensions in this regard, so that this process may flourish. There is a need to train the permanent preachers as well as common Muslims who interact with non-Muslims on daily basis, so that they could be the ambassadors of Islam through their conduct, dealing and character. Instead of showing hatred towards non-Muslims, they should consider them raw material for preaching of Islam and hence be compassionate towards them. This article discusses different aspects and strategies to make Muslim immigrants, the silent preachers of Islam by providing them the skills that will not only make them competent in job market but also turn them into the embodiment of Islam. Today the biggest asset of Muslim Ummah is its manpower. A great number of this manpower is forced to leave their countries and reside abroad for the sake of earning. Europe, America, Australia and Gulf countries are considered big job markets. In this context work areas, educational institutions and some other places become the center of interacting with non-Muslims. This is in fact the real place where a Muslim workforce characterized by Islamic morality and enlightened by the basic principles of daʿwāh, can escalate the acceptance of Islam to a great extent.

Key words: Daʿwāh, Immigrant manpower, preachers of Islam.

تمہید

عصر حاضر جہاں اہل اسلام کے لیے مشکلات اور آزمائشوں کا عہد ہے وہیں قبولیت اسلام میں اضافہ بھی روزافزوں ہے۔ مشرف بہ اسلام ہونے والے نو مسلمین کے قبول اسلام کے واقعات سے پتہ چلتا ہے ان کی اکثریت کو کسی مسلمان ساتھی، دوست کے اخلاق و کردار یا دینی تعلیمات نے متاثر کیا۔ جس کے باعث ان کے اندر اسلام کو سمجھنے کی تڑپ پیدا ہوئی جو بالآخر ان کے قبول اسلام پر منتج ہوئی۔ ماضی میں بھی کئی مکمل علاقے مسلمان تاجروں کی خوش معاملگی اور خوبصورت اخلاق و کردار کے باعث مشرف بہ اسلام ہوئے۔ تبلیغ دین کے اس پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے دعوت کے میدانوں کو ہمیشہ زرخیز رکھنے کے لیے نئی جہتیں متعارف کروانے کی ضرورت ہے۔ مستقل مبلغین اسلام کی تیاری کے ساتھ ساتھ غیر مسلم افراد کے ساتھ میل جول اور رہن سہن رکھنے والے عام مسلمانوں کی اس حوالے سے تربیت کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے اخلاق و کردار اور معاملات کے ذریعے اسلام کے سفیر بن کر رہیں۔ غیر مسلم افراد سے دوری اور نفرت کی بجائے انہیں اپنی دعوت کے لیے خام مال تصور کرتے ہوئے ان سے شفقت و دلجوئی کا معاملہ رکھیں۔

اس آرٹیکل میں تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ کے ذریعے مسلم تارکین وطن افرادی قوت کو روزگار کی منڈیوں میں اپنی مانگ پیدا کرنے والی اعلیٰ ترین فنی مہارت کے ساتھ ساتھ مجسم دعوت بن کر دین اسلام کے خاموش مبلغ وداعی بننے کی تربیت کے مختلف پہلوؤں اور لائحہ عمل کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ آج امت مسلمہ کا سب سے بڑا سرمایہ افرادی قوت ہے۔ جس کی ایک بڑی تعداد اپنے ملکوں سے دور دیار غیر میں روزگار کے حصول کے لیے وہاں رہنے پر مجبور ہیں۔ روزگار کی بڑی منڈیاں یورپ، امریکہ، آسٹریلیا اور خلیجی ممالک ہیں۔ اس تناظر میں کام کی جگہوں، تعلیمی اداروں اور دیگر مقامات پر مسلم و غیر مسلم افراد کا میل جول بہت زیادہ ہے۔ یہی اصل میدان دعوت ہے جہاں اگر اسلامی اخلاق و کردار سے متصف اور دعوت دین کے بنیادی اصولوں اور تبلیغ کی حکمت سے روشناس مسلم افرادی قوت موجود ہوں تو قبولیت اسلام کی رفتار میں کئی گنا اضافہ ہو سکتا ہے۔ تارکین وطن افرادی قوت ملک کے لیے جہاں زر مبادلہ کا بہترین ذریعہ ہے وہیں اپنے دین و ملک کے اچھے یا برے تعارف کا باعث بھی بنتی ہے۔ بد قسمتی سے ہمارے ہاں افرادی قوت کی برآمد کے وقت اس پہلو کو مد نظر نہیں رکھا جاتا کہ بیرون ملک جانے والے لوگ اپنے دین اور ملک کی کون سی تصویر پیش کریں گے۔ بحیثیت مسلمان دعوت دین ہماری ذمہ داری ہے۔ تارکین وطن چونکہ کثیر المذاہب معاشروں میں رہتے ہیں۔ ان کی ذمہ داری اس حوالے سے بڑھ جاتی ہے کہ وہ ان معاشروں میں نبی اکرم ﷺ کے نمائندے اور اسلام کے سفیر ہیں۔ ان کا طرز عمل اسلام کے لیے دلوں کو مسخر بھی کر سکتا ہے اور بیزار بھی۔ لہٰذا اس بات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ مسلم تارکین وطن اپنے طرز عمل، بہترین اخلاق و کردار اور حسن معاملات سے غیر مسلم ساتھیوں کے دلوں کو اسلام کے لیے ہموار کریں۔ اس کام کے لیے مسلم تارکین افرادی قوت کی تعلیم و تربیت کے ذریعے

اپنی اصلاح، کردار و عمل اور حکمت کے ساتھ دعوت دین کے لیے آمادگی اور تیاری کی ضرورت ہے۔ یہ کام حکومتوں، دعوت دین سے وابستہ افراد، اداروں، تحاریک، علماء کرام، اور اسلامی جامعات کی توجہ کا متقاضی ہے کہ امت مسلمہ کے اس عظیم سرمائے کو دعوت دین کے لیے کس طرح استعمال کیا جائے۔ آئندہ صفحات میں اس کام کی ضرورت و اہمیت اور لائحہ عمل مختلف پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

دعوت وابلاغ کی اسلام میں اہمیت وفضیلت

درج ذیل نصوص قرآن و سنت اس بات پر شاہد ہیں کہ دین اسلام کی دعوت و تبلیغ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔

سورۃ یوسف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ ؕ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ[1]

"تم ان سے صاف کہہ دو کہ "میرا راستہ تو یہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں خود بھی پوری روشنی میں اپنا راستہ دیکھ رہا ہوں اور میرے ساتھی بھی، اور اللہ پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں"۔

سورۃ آل عمران میں ارشاد ربانی ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ[2]

"اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو"۔

سورۃ العصر میں خسارے سے محفوظ رہنے والے افراد کی چار صفات میں سی ایک صفت تواصی بالحق یعنی ایک دوسرے کو حق بات کی نصیحت قرار دیا گیا ہے:

وَ الْعَصْرِۙ-اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍۙ-اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ[3]

"زمانے کی قسم، انسان درحقیقت بڑے خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، اور نیک اعمال کرتے رہے، اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے"۔

فرمان نبوی ﷺ ہے: بلغوا عنی ولو آیة[4]

"اگر میری طرف سے تمہیں ایک آیت بھی پہنچے، تو اس کو (دوسروں تک) پہنچا دو"۔

میدان دعوت و تبلیغ: کثیر المذاہب معاشرے اور تارکین وطن

دعوت دین کے دو پہلو ہیں:

1. اہل اسلام کے لیے نصیحت و تلقین کا اہتمام کہ قرآن و سنت کا علم حاصل کر کے اس پر عمل پیرا ہوں۔ اسلامی اخلاق

وکردار سے مزین ہوکر دنیا کے سامنے قولی وعملی شہادت حق پیش کریں۔

2. غیر مسلموں کو قول وعمل اور اخلاق وکردار سے اسلام قبول کرنے کی دعوت

چونکہ یہاں پیش نظر دوسرا پہلو ہے۔اس لحاظ سے دعوت دین کا اس سے بہتر میدان اور کون سا ہو سکتا ہے کہ جہاں مختلف مذاہب کے لوگوں کے ساتھ مسلمان بھی مقیم ہوں۔ایسے مقامات نہ صرف حکمت کے ساتھ زبانی دعوت ونصیحت کے لیے موزوں ہوتے ہیں بلکہ مسلمان اپنے بلند اخلاق وکردار اور حسن معاملات کے ساتھ اپنے غیر مسلم ہمسایوں، ساتھ کام کرنے والے ساتھیوں کے دلوں میں اسلام کے لیے جگہ پیدا کر سکتے ہیں۔ماضی میں بھی باقاعدہ مبلغین اسلام ہی نے نہیں بلکہ ہر شعبہ زندگی کے حامل عام مسلمانوں نے دعوت دین کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔اس حوالہ سے مشہور مستشرق پروفیسر آرنلڈ نے لکھا ہے کہ:

"بہت کم متقی مسلمان ایسے نکلیں گے جو غیر مسلموں کے ساتھ روزانہ میل جول رکھتے ہوں اور اس حکم ربانی سے غافل ہوں "اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان کے ساتھ سب سے اچھے طریقے کے ساتھ بحث کیجیے "مبلغین اسلام کا ایک گروہ وہ ہے، جو دین کے معلم تھے اور انہوں نے اپنا تمام وقت اور اپنی تمام صلاحیتیں تبلیغ دین کے لیے وقف کر رکھی تھیں، لیکن ان کے ساتھ ساتھ اشاعت اسلام کی تاریخ میں ہمیں مسلمان معاشرے کے ہر طبقے میں ایسے مردوں اور عورتوں کا بھی تذکرہ ملتا ہے جنہوں نے اپنے مذہب کے پھیلانے میں محنت سے کوشش کی ہے۔ان میں حکمرانوں سے لے کر کسان تک ہر درجے کے لوگ شامل ہیں۔ہندوستانی مبلغین کی فہرست میں ہمیں سکول کے اساتذہ، سرکاری محکموں کے ملازمین اور تاجروں کے نام ملتے ہیں، جن میں ایک صاحب اونٹ گاڑیوں کا کام کرتے تھے، ایک اخبار کے ایڈیٹر تھے، ایک جلد ساز اور ایک کسی چھاپہ خانہ کے ملازم تھے۔یہ لوگ دن بھر کام کرنے کے بعد گلی کوچوں میں عیسائیوں اور ہندوؤں کو دین کی تبلیغ کرتے تھے۔اس کار خیر میں مسلمان عورتوں نے بھی حصہ لیا، کئی تاتاری شہزادوں نے اپنی مسلمان بیویوں کی ترغیب پر اسلام قبول کیا"[5]

تبلیغ اسلام بذریعہ بلندی کردار وحسن معاملات

ہر دور میں قبولیت اسلام میں مبلغین اسلام، واعظین اور علماکرام کا بنیادی کردار رہا ہے، مگر اس طریقہ دعوت سے ایک محدود تعداد ہی متاثر ہو پاتی ہے۔لوگوں کی اکثریت کسی دعوت یا نظریہ کے عملی اظہار کے ذریعہ ہی اس کی قبولیت پر آمادہ ہوتی ہے۔ اس بارے میں مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

"مجرد اسلام کے اصولوں کی خوبی کی وجہ سے تو صرف تھوڑے سے ذہین اور غیر معمولی اخلاقی جرات رکھنے والے لوگ ہی

ایمان لاسکتے ہیں۔ دنیا کا بڑا حصہ تو اسی وقت ان اصولوں کی سچائی کا اقرار کرے گا جب عملی زندگی کے اندر ان کو ابھرتا اور اچھے نتائج پیدا کرتا ہوا دیکھے گا"[6]

عہد نبوی ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے میں بھی بلندی کردار اور حسن معاملات نے اسلام کے لیے دلوں کو مسخر کیا۔ جس کی جھلک سیرت طیبہ اور آثار صحابہ میں بکثرت واقعات سے دیکھی جاسکتی ہے۔ بعد کے ادوار میں بھی بہت سے واقعات ملتے ہیں جن میں ان صفات نے دلوں کو فتح کیا ہے۔ سید ابوالحسن علی ندویؒ نے لکھتے ہیں:

"ہندوستان میں انگریزی عملداری کے شروع میں قصبہ کاندھلہ میں ایک جگہ پر ہندو مسلم تنازعہ اٹھ کھڑا ہوا کہ یہ جگہ ہندوؤں کا مندر ہے یا مسلمانوں کی مسجد۔ انگریز مجسٹریٹ نے فریقین کے بیان سننے کے بعد ہندوؤں سے کسی ایسے مسلمان کا نام پوچھا جو اس معاملے کی حقیقت کو بھی جانتا ہو اور ہندو اس پر اعتبار کرنے کے لیے بھی تیار ہوں۔ ہندوؤں نے ایک مسلمان بزرگ مفتی الٰہی بخشؒ کا نام دیا۔ جنہوں نے عدالت میں آکر گواہی دی کہ یہ جگہ ہندوؤں کی ہے مسلمانوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ جس پر عدالتی فیصلہ ہندوؤں کے حق میں آگیا۔ مسلمان مقدمہ ہار گئے لیکن اسلام کو اخلاقی فتح ہوئی۔ صداقت اور اسلامی اخلاق کے ایک مظاہرہ نے بہت سے غیر مسلم انسانوں کے دل و دماغ اور ضمیر فتح کر لیے اور بہت سے ہندو اسی روز ان کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے"[7]

تارکین وطن کی موجودہ صورت حال

اقوام متحدہ اور انٹر نیشنل لیبر آرگنائزیشن کے مطابق دنیا میں تقریباً 258 ملین تارکین وطن ہیں۔ جن میں سے 67.9 فیصد زیادہ آمدن والے ممالک میں، 18.6 فیصد اعلیٰ متوسط آمدنی والے ملکوں میں، 10.1 فیصد ادنیٰ متوسط آمدنی والے ملکوں اور 3.4 فیصد کم آمدنی والے ممالک میں ہیں۔ تارکین وطن کی بڑی تعداد شمالی امریکہ 23.9 فیصد، شمالی و جنوب مشرقی یورپ 23 فیصد اور عرب ممالک 13.9 فیصد میں ہے۔[8]

مسلم تارکین وطن اور میدان دعوت

یورپی اور امریکی ممالک میں ہزاروں مسلمان تارکین وطن مقیم ہیں۔ اسی طرح عرب ممالک میں بھی بڑی تعداد میں مقیم ہیں۔ مسلمان تارکین وطن کی بڑی تعداد پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت سے ہے۔ جو مسلم تارکین وطن یورپی ممالک اور امریکہ وغیرہ میں مقیم ہیں وہاں مقامی آبادی کی اکثریت غیر مسلم ہے اور اور دوسرے مذاہب کے تارکین وطن بھی کثیر تعداد میں مقیم ہیں۔ جہاں دعوت دین کے وسیع مواقع موجود ہیں۔ اسی طرح عرب ممالک میں بھی تارکین وطن کی بڑی تعداد مقیم ہے، جہاں مقامی آبادی مسلمان ہے مگر غیر مسلم تارکین وطن کی بھی بڑی تعداد مقیم ہے۔ جو مقامی مسلمان آبادی اور مسلمان تارکین وطن کے لیے میدان دعوت ہے۔

تارکین وطن بطور سفیران و مبلغین اسلام: تیاری و تربیت کالائحہ عمل

روزگار کی منڈیوں میں ہنر مند، محنتی، دیانت دار، صحت مند، اپنے کام اور آجر سے مخلص، معاہدہ ملازمت اور وقت کی پابند افرادی قوت کی سب سے زیادہ مانگ ہوتی ہے اور اسے ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے۔ اسلام میں یہ صفات ہر بندہ مومن سے مطلوب ہیں۔

ہنر مند

اپنے کام یا پیشہ میں مہارت حاصل کرنا اور بتدریج اس میں بہتری لانا بھی ایک ملازم کے فرائض میں شامل ہے تاکہ وہ آجر کے ساتھ پورا پورا انصاف کر سکے۔ اس بارے میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے: إن الله جل و عز يحب إذا عمل أحدكم عملا أن يتقنه[9] "یقیناًاللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے کہ تم میں سے کوئی جب کسی کام کو اپنائے تو اس میں پوری مہارت حاصل کرلے"۔ اسی طرح مہارت کے ساتھ ساتھ اپنے کام کو لگن اخلاص اور پوری ذمہ داری سے سرانجام دینا بھی ضروری ہے کیوں کہ اس کی عدم دلچسپی کی بناپر پیداوار میں ہونے والی کمی کے سلسلے میں اس سے باز پرس ہو سکتی ہے۔ سورہ مطففین میں ارشاد ربانی ہے: وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ ﴿۱﴾ الَّذِيۡنَ اِذَا اكۡتَالُوۡا عَلَى النَّاسِ يَسۡتَوۡفُوۡنَ ﴿۲﴾ وَاِذَا كَالُوۡهُمۡ اَوْ وَّزَنُوۡهُمۡ يُخۡسِرُوۡنَ[10] "دردناک عذاب ہے ان ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے جو اپنا حق لیتے ہوئے پورا وصول کرتے ہیں اور جب لوگوں کو ناپ تول کر دیتے ہیں تو کمی کر دیتے ہیں"

معاہدہ ملازمت اور وقت کی پابندی

ملازم (اجیر) کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ اس کا آجر کے ساتھ جو معاہدہ ہوا ہے اس کی مکمل پابندی کرے۔ جتنا وقت ڈیوٹی کا طے ہوا ہے اور جس صلاحیت کے صرف کرنے کا معاہدہ ہوا ہے اس کا حق ادا کرے۔ ایفائے عہد (وعدے کی پابندی) کی اسلام میں اس قدر اہمیت ہے کہ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اس کا حکم دیا گیا ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد ہے: وَ اَوۡفُوۡا بِالۡعَهۡدِ ۚ اِنَّ الۡعَهۡدَ كَانَ مَسۡـُٔوۡلًا[11]

"عہد کی پابندی کرو بے شک عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔

معاہدے کی پابندی کے ساتھ ساتھ امانت داری ملازم پر فرض ہے۔ امانت یہ ہے کہ جو چیزیں اس کے سپرد کی جائیں ان کی حفاظت کرے۔ جو کام اسے سونپا جائے اسے کماحقہ پورا کرے۔ کیونکہ آجر نے ملازم کی صلاحیتیں ایک مخصوص وقت کی لیے خریدی ہیں۔ اس لیے عہد و امانت کا تقاضا ہے کہ یہ وقت اور صلاحیت آجر کے مفاد میں صرف ہوں۔

قرآن کریم میں عہد و امانت کی پاس داری کے بارے میں ارشاد ہے: وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِاَمٰنٰتِهِمۡ وَ عَهۡدِهِمۡ رٰعُوۡنَ[12]

"اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور عہد و پیمان کا پاس رکھتے ہیں"۔

ان صفات کے حامل افرادی قوت برآمد کی جائے تو نہ صرف مسلم افرادی قوت کی مانگ میں اضافہ ہوگا بلکہ یہ لوگ اسلام کے خاموش مبلغ ہوں گے۔ ان کی تربیت میں دعوت دین کی اہمیت وفضیلت اور حکیمانہ طریقہ کار شامل کر دیا جائے تو اسلام کے ایسے مبلغ اور سفیر ثابت ہوں گے جو غیر محسوس طریقے سے ایسے مقامات پر خاموش دعوت اور اسلام کا حقیقی تعارف کروانے کا باعث بن سکتے ہیں جہاں عام داعی اور مبلغ کا پہنچنا ممکن ہو۔

روزگار کی منڈیوں کی مانگ کے مطابق اعلیٰ فنی ودعوتی واخلاقی تربیت کے اداروں کا قیام اور نصاب

فنی تربیت اور افرادی قوت کی برآمد کے لیے نئے اداروں کے قیام اور موجود اداروں کے نصاب اور طریقہ تعلیم میں فنی مہارت کے فروغ کے ساتھ ساتھ محنت کی لگن، دیانت داری، صحت وسلامتی کا خیال، اپنے پیشہ یا کام، آجر کے ساتھ اخلاص اور فریضہ دعوت دین کے عناصر کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں شامل کیا جائے۔ ایسے ماڈل اداروں کا قیام سرکاری اور نجی سطح پر عمل میں لایا جائے۔ اوورسیز ایمپلائمنٹ کے اداروں کو قانوناً پابند کیا جائے اور ان کی تربیت اور رہنمائی کی جائے کہ ہنر مند، محنتی، دیانت دار، صحتمند، بلند اخلاق وکردار کے حامل افرادی قوت برآمد کریں جو اسلام کے حقیقی نمایندے نظر آئیں۔ یہی لوگ اسلام کے حقیقی تعارف اور اسلام کے لیے دلوں میں جگہ پیدا کرنے کا باعث بنیں گے۔ اس کے لازمی نتیجے کے طور پر مسلم افرادی قوت کی مانگ میں بھی اضافہ ہوگا۔ بقول مولانا امین احسن اصلاحی:

"عمل کی خاموش زبان دعوت کی ناطق زبان سے زیادہ مؤثر ہے"[13]

طرز فکر کی تبدیلی (عام غیر مسلم نبی کریم ﷺ کی امت دعوت ہیں، نہ کہ معاندین اسلام)

عام غیر مسلم آبادی کو نبی اکرم ﷺ کی امت دعوت سمجھتے ہوئے اور انہیں دعوت کے خام مال کے طور پر دیکھتے ہوئے ان سے نفرت کے بجائے محبت، خیر خواہی اور اصلاح کی تڑپ کا اظہار کرنا چاہیے۔ نہ کہ انہیں معاندین اسلام سمجھتے ہوئے مناظرانہ طور پر اسلام کی وکالت اور دوسرے مذاہب کے نقائص کو اجاگر کرنا چاہیے۔

علماء کرام کا کردار

علماء کرام معاشرے میں دعوت کے فروغ کے لیے غیر مسلم آبادی کے حوالے سے عام مسلمانوں میں پائے جانے والے نفرت آمیز اور اپنے سے کم تر سمجھنے کے رویے کی حوصلہ شکنی کریں۔ تاکہ دعوت دین کی راہیں ہموار ہو سکیں۔ غیر مسلم آبادی کے دلوں میں اسلامی اخلاق وکردار کے ذریعے جگہ بنانے کی کوشش کریں۔

اسلامی جامعات اور یونیورسٹیز کے شعبہ ہائے علوم اسلامیہ کا کردار

اسلامی جامعات اور یونیورسٹیز کے شعبہ ہائے علوم اسلامیہ میں تقابل ادیان مناظرانہ انداز میں پڑھانے کے بجائے ادب

الاختلاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے مشترکات تلاش کر کے غیر مسلم آبادی کو اسلام کی جانب راغب کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ علماء کرام اور اہل دانش کثیر المذہب معاشروں میں جانے والے افراد کی اس حوالہ خاص تربیت کا اہتمام کریں۔

دعوہ اکیڈمی کا کردار

خالصتاً دعوت دین کے لیے قائم ادارہ دعوہ اکیڈمی اس دور میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ دعوہ اکیڈمی جہاں دعوت وتربیت کا کام بہت جامع اور ہمہ جہتی انداز میں چلا رہی ہے وہیں دعوہ اکیڈمی میں تارکین وطن کے لیے ایک ڈیسک کے قیام کی ضرورت ہے۔ جو دعوت دین کے اس اہم میدان میں تارکین وطن افرادی قوت کی اسلام کے حقیقی نمائندے اور سفیر کے طور پر تربیت کر سکیں اور اسلامی اخلاق و کردار کے ایسے ماڈل تیار کر سکے جو مجسم دعوت ہوں۔ اس کام کو درج ذیل نکات کی صورت میں کیا جا سکتا ہے:

1. **ڈیٹابیس (Data Base) کی تیاری**

مسلم تارکین وطن افرادی قوت کا ڈیٹابیس تیار کیا جائے۔ جس کا تجزیہ کر کے دعوت کے حوالہ سے درجہ بندی کی جائے اور رابطہ کار کی سہولت فراہم کی جائے۔

2. **سہ روزہ یا ہفت روزہ لازمی کورس**

دعوہ اکیڈمی کے تحت ہفت روزہ یا سہ روزہ لازمی کورس منعقد کیے جائیں ملازمت اور قیام کی غرض سے بیرون ملک جانے والے افراد کے لیے ایسے کورسز میں شرکت کو لازمی شرط قرار دلوایا جائے۔ جس میں انہیں ملت اسلامیہ کے ایک فرد اور نبی اکرم ﷺ کے ایک نمائندے کے طور پر ذمہ داریوں کا احساس دلایا جائے۔ دعوت دین کی ذمہ داری سے آگاہی دی جائے۔ اسلامی اخلاق و کردار کی تربیت، غیر اخلاقی و غیر قانونی سرگرمیوں، بری عادات جھوٹ فراڈ وغیرہ سے بچنے اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کے درمیان رہتے ہوئے اسلامی اخلاق و کردار کا مظاہرہ کرنے کی تربیت دی جائے جو اسلام کے حقیقی تعارف کا باعث بن سکے۔

3. **قلیل المیعاد (Short Term) وطویل المیعاد (Long Term) کورسز**

رضاکارانہ طور پر اپنے آپ کو دعوت دین کے لیے پیش کرنے والے تارکین وطن کے لیے ایک ماہ اور تین ماہ کے کورس ڈیزائن کیے جائیں۔ جن میں انہیں حکمت کے ساتھ تبلیغ کی تربیت دی جائے اور مسلم تارکین وطن کی اصلاح کی بھی تربیت دی جائے

4. **آن لائن (Online) کورسز**

بیرون ملک موجود تارکین وطن کے لئے دعوتی وتربیتی آن لائن کورسز منعقد کیے جائیں۔

5. تارکین وطن کے لیے لیے دعوتی یوٹیوب چینل بنایا جائے۔
6. رضاکار دعوہ ایمبیسیڈرز کا تقرر کیا جائے جو تارکین وطن اور مختلف مکاتب فکر کے اسلامک سنٹرز کے درمیان رابطہ کار کا کام کریں۔
7. حکومتوں کو دعوت اسلامی کے حوالہ سے ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا جائے۔
8. مختلف زبانوں میں دعوتی اور تربیتی لٹریچر کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔
9. قبول اسلام کے بعد نومسلمین کو پیش آنے والے شرعی/فقہی مسائل کے حل کے لئے مقاصد شریعت کی روشنی میں رہنمائی کی جائے۔

حکومتوں کا کردار

تارکین وطن افرادی قوت سے تبلیغ اسلام کا کام لینے کے لئے حکومتوں کو درج ذیل امور میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے:

1. وزارت سمندر پار میں دعویٰ ڈیسک کا قیام جو دعوی اکیڈمی سے منسلک ہو۔
2. سفارت خانوں میں دعوۃ اتاشیوں کا تقرر کیا جائے۔ جو دعوتی سرگرمیوں کو قانونی دائرہ کے اندر رہتے ہوئے مربوط اور نتیجہ خیز بنانے کے لیے سہولیات فراہم کریں۔ پہلے سے موجود اسلامک سنٹرز کے درمیان رابطہ اور تعاون کی فضا قائم کرنے کی کوشش کریں۔
3. افرادی قوت کی برآمد کے لئے ایسی پالیسیاں بنائی جائیں کہ محنتی، اعلی فنی مہارت کے حامل اپنے شعبے کا پورا علم و شعور، دیانت و امانت کے حامل اور بہترین اخلاق و کردار کے حامل لوگ بیرون ملک جاسکیں جو نہ صرف ملک کی نیک نامی، اسلام کے اچھے تعارف اور روزگار کی منڈیوں میں اپنے ملک کی افرادی قوت کی مانگ میں اضافے کا باعث بن سکیں۔
4. فنی مہارت کے ساتھ افرادی قوت کی ذہنی واخلاقی تربیت بھی کی جائے کہ وہ اپنی محنت ودیانت اور اخلاق و کردار سے اسلام کے سفیر بن کر بیرونی دنیا میں اپنی ساکھ بحال کریں۔
5. غیر قانونی طریقے اور انسانی سمگلنگ کے ذریعے بیرون ملک جانے اور جرائم پیشہ افرادی قوت کی بیرون ملک برآمد کی روک تھام اور حوصلہ شکنی کی جائے۔ اسی طرح بیرون ملک جرائم میں ملوث لوگوں کو سخت سزائیں دی جائیں کیونکہ ایسے اقدام اسلام اور ملک کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔
6. اسلام قبول کرنے والے نومسلمین کے مسائل اور قبول اسلام میں رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے بنیادی انسانی آزادیوں کے حوالے سے بین الاقوامی فورمز پر اٹھایا جائے۔

7. بیرون ملک قیام اور روزگار کے جانے والے افراد کے لیے لازمی قرار دیا جائے کہ وہ دعوہ اکیڈمی سے لازمی شارٹ کورس کریں۔

خلاصہ بحث

تارکین وطن جہاں ملکی معیشت کے لیے ریڑھ کی ہڈی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہیں ان کے سامنے دعوت دین کی اہمیت اجاگر کر کے تبلیغ دین کا کام بہت مؤثر انداز میں لیا جا سکتا ہے۔ اس شعبہ پر توجہ دے کر اگر مسلم تارکین وطن افرادی قوت کو ہنر مند، محنتی، دیانت دار، صحت مند، اپنے کام اور آجر سے مخلص، معاہدہ ملازمت اور وقت کی پابندی کا خوگر بنا کر اعلیٰ اسلامی اخلاق و کردار سے مزین کر کے برآمد کیا جائے تو نہ صرف یہ اسلام کے خاموش مبلغ ہوں گے بلکہ مسلم افرادی قوت کی مانگ میں اضافہ کا باعث بھی بنیں گے۔ اس کوشش کے نتیجے میں تارکین وطن کی ایک معقول تعداد اگر حکمت کے ساتھ دعوت دین کے کام پر لگ جاتی ہے تو دعوت دین کے کام میں بہت بہتری آئے گی۔ اور چراغ سے چراغ روشن ہو کر دنیا نور لاالہ سے جگمگا اٹھے گی۔ ان شاءاللہ۔

حوالہ جات

[1] سورہ یوسف:108

Sūrah Yūsuf:108

[2] سورہ آل عمران:110

Sūrah Aal e ʿImran:110

[3] سورۃالعصر:1-3

Sūrah Al ʿasr:1-3

[4] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاري، دار طوق النجاۃ، 1422ھ، ج:4، ص:170، حدیث نمبر3461۔

Bukhāri, Muhammad bin Ismaʿīl, Al jāmaʿ al Saḥiḥ al bukhāri, Dār e tauq ul nijāt, 1142H,V:4, P-170, Hadith No.3461

[5] پروفیسر آرنلڈ، دعوت اسلام، محکمہ اوقاف پنجاب لاہور، ص:386۔

Prof. Arnald, Preaching of Islam, Translated by: Shiekh Ināyatullah, Aūqāf deptt. Punjab Lahore, P:386

[6] اصلاحی، امین احسن، دعوت دین اور اس کا طریق کار۔ فاران فاؤنڈیشن لاہور، 1999ء، ص:25۔

Islāḥi, Amin Aḥsan, Daʿwat e Dīn aur is ka Tarīqa kar, Fārān Foundation Lahore, 1999, P:25

[7] ندوی، ابوالحسن علی، اسلامی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر، مجلس نشریات اسلام کراچی، ص:360۔

Nadvī, Abul Ḥasan Ali, Islāmi Dunya par Musalmāno ky ʿUrūj wa Zawāl ka Asar, Majlis Nashryāt e Islam Karachi, P:360

[8] https://www.ilo.org/wcmsp5/groups/public/---dgreports/---dcomm/---publ/documents/publication/wcms_652029.pdf March 2017

[9] البیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین، شعب الإیمان۔ دار الکتب علمیہ بیروت، 4/ 335، رقم:5314۔

Al bayhaqī, Abu bakr Ahmad bin al Ḥussain, Shiʿab al ʾImān, Dār ul Kutub Beirut, (335/4) Hadith No. 5314

[10] سورۃ المطففین:1-3

Sūrah Al muṭaffifīn:1-3

[11] سورہ بنی اسرائیل:34

Sūrah Banī Israʾīl: 34

[12] سورۃ المومنون:8

Sūrah Al Moʾminūn: 8

[13] امین احسن اصلاحی، دعوت دین اور اس کا طریق کار، ص:25۔

Islāḥi, Amin Aḥsan, Daʿwat e Dīn aur is ka Tarīqa kar, P:25.